Date:27-06-2016

Court marriage یا عورت کا والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا؟

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

الاستفتاء: ایک مسلمان عورت نے اپنے والدین، بھائی اور چچا کی موجودگی کے بغیر دو مرد گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا۔ نکاح کے وقت چار لوگ موجود تھے دو گواہ اور دولہا اور دلہن۔ ایک گواہ نے ہی نکاح پڑھا اور وہ کچھ کہا جو ضروری تھا اور دولہا نے مہر بھی ادا کیا۔ کیا یہ شادی صحیح ہے یا امام کا موجود ہونا ضروری تھا؟

سائلہ: مریم یو کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسا نکاح عموماً والد یا ولی کی اجازت کے بغیر کیا جاتا ہے اور اس صورت میں اگر لڑکا لڑکی کا کفو ہے تو بالغہ عاقلہ لڑکی کا والد یا ولی کی اجازت کے بغیر کیا جانے والا نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اگرچہ دولہا دلہن کی موجودگی میں یہ نکاح دو گواہوں میں سے کسی ایک نے پڑھایا ہو یعنی ایجاب و قبول کروایا ہو نکاح ہو جائے گا۔ امام کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں۔ کیونکہ اس میں دولہا دلہن عاقدین قرار پائیں گے اور وکیل جو نکاح پڑھوا رہا ہے وہ گواہ ہوگا اور دوسرا گواہ بھی موجود ہے۔ لہٰذا نکاح کی شرط [دو گواہوں کا ہونا] پوری ہو گی جس سے نکاح صحیح ہو گیا۔

دولہے کا دلہن کا کفو ہونا ضروری ہے اور شرعی کفو یہ ہے کہ لڑکا نَسَب [قوم] یا مذہب یا پیشے یا چال چلن یا کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس لڑکے سے نکاح ہونا عورت کے باپ دادا وغیرہ کے لئے عُرفاً شرمندگی و بدنامی کا سبب ہو اور لڑکے کی ایسی حالت بھی نہ ہو کہ محتاجی ناداری بے حرفگی و بے سامانی میں ہو [یعنی کمانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو] جس سے عورت کا نفقہ واجبہ نہ چل سکے، یا جس قدر مہر شرعاً یا عرفاً پیشگی دینا ٹھہرا ہے نہ دے سکے۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ

پس اگر شخص مذکور ان سب نقائص سے خالی تھا اور نکاح باذن دختر ہوا [بیٹی کی اجازت سے نکاح ہوا] تو بلا شبہ صحیح و تام و نافذ ہو گیا جس میں ناموجودی و ناراضی پدر کچھ خلل انداز نہیں [یعنی والد کا موجود نہ ہونا یا ناراض ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا]۔ نہ اس [لڑکے] کا نوکر [صاحب نوکری] نہ ہونا مخل ہو سکتا ہے جبکہ وہ [لڑکا] اور مال رکھتا ہو یا کسی دستکاری سے اپنے اور زوجہ کے کھانے پینے کے قابل ہو سکتا ہے یا حسب عادت بلد اس [لڑکے] کے ماں باپ، بہو بیٹے

کی کافی خبر گیری رکھیں اور کچھ مہر پیشگی دینا ہو تو اس کے ادا پر بھی قادر ہو۔(فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۵۵۵) پتا چلا کہ کفو ہونے میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے: (1) نَسَب (سلسلہ خاندان) (2) اسلام (3) حِرفہ (پیشہ) (4) حُرِّیَّت (آزاد ہو کسی کا غلام نہ ہو) (5) دِیانت (دینداری) (6) مال۔ دولہا دلہن کی موجودگی میں نکاح کروانے والے وکیل کی حثیت صرف معبر کی ہوتی ہے لہٰذا وہ گواہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا ایک صرف ایک اور گواہ کی موجودگی میں نکاح صحیح ہو جائے گا۔ جیسا کہ در مختار میں ہے کہ وَلَوْ زَوَّجَ بِنْتَهُ الْبَالِغَةَ الْعَاقِلَةَ بِمَحْضَرِ شَاهِدٍ وَاحِدٍ جَازَ إنْ كَانَتْ ابْنَتُهُ حَاضِرَةً لِأَنَّهَا تُجْعَلُ عَاقِدَةً وَإِلَّا لَاالْأَصْلُ أَنَّ الْآمِرَ مَتَى حَضَرَ جُعِلَ مُبَاشِرًا۔ اگر بالغہ کا نکاح اُس کی اجازت سے باپ نے ایک گواہ کے سامنے پڑھایا، اگر لڑکی وقت عقد موجود تھی تو نکاح ہو گیا کیونکہ اسے عاقدہ قرار دیا جائے گا اور اگر لڑکی موجود نہیں تھی تو نکاح نہیں ہوا۔ اصل اس بارے میں یہ ہے کہ جب موکل موجود ہو تو وہ مباشر یعنی عقد کرنے والا ہوتا ہے [الدرالمختار''کتاب النکاح، ج۴، ص۱۰۲] اور اسی طرح ہندیہ میں ہے کہ امْرَأَةٌ وَكَّلَتْ رَجُلًا بِأَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا فَزَوَّجَهَا بِحَضْرَةِ امْرَأَتَيْنِ وَالْمُوَكِّلَةُ حَاضِرَةٌ قَالَ الْإِمَامُ نَجْمُ الدِّينِ يَجُوزُ النِّكَاحُ هَكَذَا فِي الذَّخِيرَةِ [الفتاوى الهنديه ج١ كتاب النكاح الباب الاول ص428] **اور ایسا ہی بہار شریعت میں ہے کہ** اگر عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا، اُس نے ایک شخص کے سامنے پڑھا دیا تو اگر موکلہ موجود ہے ہو گیا ورنہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ موکل اگر بوقتِ عقد موجود ہے تو اگرچہ وکیل عقد کر رہا ہے مگر موکل عاقد قرار پائے گا اور وکیل گواہ۔ ان دلائل سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ مذکورہ صورت میں اگر دولہا دلہن کا کفو ہے اور دو گواہ موجود ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں گواہ مسلمان ہوں بطور احتیاط اس شرط کا اضافہ کیا کیونکہ ملک غیر میں کچھ بعید نہیں، نکاح تو صحیح ہو گیا۔ لیکن نکاح جیسی عظیم سنت اگر والدین کی رضا کے ساتھ ہو تو بہت بہتر اور برکات کا سبب ہوتی ہے۔ وگرنہ بے برکتی بہت جلد طلاق کے روپ میں ظاہر ہوتی ہے۔

اور اگر ایسا نہیں یعنی لڑکا لڑکی کا کفو نہیں ہے اور والد نے اس نکاح کے بارے میں جاننے کے بعد رضا کا اظہار بھی نہیں کیا تو یہ نکاح سرے سے باطل اور مرد و عورت کی فوراً جدائی واجب۔ جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ البتہ اگر امور مذکورہ سے کسی امر میں ایسا ہے جس کے باعث وہ شرعاً کفو نہ ٹھہرے، اور باپ نے اس پر مطلع ہو کر اپنی رضا مندی ظاہر نہ کر دی تھی تو بیشک، یہ نکاح سرے

سے باطل ہوا کہ اب باپ کی رضامندی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا، اس تقدیر پر فرض ہے کہ مرد عورت فوراجدا ہو جائیں اور اس نکاح کو ترک کردیں، پھر اگر چاہیں تو بعد اجازت صریحہ پدر از سر نو نکاح کرلیں۔

(فتاوی رضویہ ج۱۰ ص۵۵۵)

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ محمد قاسم ضیاء القادری

English Translation

Question: A Muslim woman had her nikāh contracted in the presence of 2 male witnesses in the absence of her parents, brother and paternal uncle. Four people were present during the nikāh, the bride, the bridegroom and two witnesses. One of the witnesses read the nikāh and said that which was necessary and the bridegroom paid the dowry. Was this marriage valid or was the presence of an Imām necessary?

Questioner: Maryam, UK.

Answer:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

Such a marriage is normally done without the permission of the father or the walī (guardian who is responsible for the girl). In such a scenario if the boy is kuf' (suitable) for the girl then the nikāh conducted for a sane, bāligah (mature) girl without the permission of the father or the walī, is valid and enacted. Even if any one of the two witnesses read the nikāh in the presence of both the bridegroom and bride i.e. he made them give [each other] ijāb (offer) and qabūl (acceptance) then the marriage would have taken place. The presence of an Imām is not a condition because in this scenario the bridegroom and bride will be the two actual contractors

and the wakīl who is reading the nikāh will be a witness and a second witness is also present. Therefore the shart (condition) of nikāh is fulfilled [for there to be 2 witnesses] by which the nikāh has become valid.

The suitability of the bride for the bridegroom is necessary. Kuf' (suitability) according to the Shar'īah is that the boy in terms of lineage [tribe], religion, profession or conduct or any matter is not of such a lower status that his marriage will be, according to the custom of the people, a cause of humiliation and shaming for his father, grandfather and others. The boy should also not be in such a state that he is in need, without a home, without a profession, without any means of purchasing anything [i.e. he has no means of earning a livelihood] such that the necessary expenditure of the girl cannot be met or that he cannot give the sharī'ah, or customarily, stipulated mahr (dowry).

This is as my master A'la Hazrat Imām Ahmad Ridā Khān (may Allāh shower him with mercy) says in his blessed al-Fatāwa al-Ridwiyyah, that if the mentioned person was free from all these defects and the marriage was conducted by permission from the daughter then without doubt it is valid, complete and enacted such that the father's absence or displeasure does not affect it in any way. Nor can this boy's unemployment affect it when he has other wealth or he is capable of providing for himself and his wife by some handiwork or in accordance to the prevailing custom of the land this boy's mother and father look after their son and daughter in law and he is also capable of presenting whatever mahr must be given.
[al-Fatāwa al-Ridwiyyah Volume 10 pg 555]

It is known that Kuf' (suitability) is in consideration of 6 matters (1) Lineage (family tree) (2) Islām (3) Profession (occupation) (4) Freedom (one should be free and not a slave) (5) Religiosity (religiously practicing) (6) Wealth.

In the presence of the bride and bridegroom the wakīl (agent given power of attorney) conducting the marriage is merely in the capacity of an expressor and thus he can be a witness. For this reason in the presence of one other witness the nikāh will be valid. Just as is mentioned in al-Durr al-Mukhtār:

‘If he (a father) married off his sane, mature, daughter [with her permission] in the presence of one witness it would be permissible if his daughter was present because she would be considered the one contracting, otherwise [if she wasn’t present] it would not be valid. The principle is that when the muwakkil (one giving the power of attorney) is present then he/she is considered as the one who is contracting. [Al-Durr al-Mukhtār Volume 4 Pg 102]

Similarly it is mentioned in al-Fatāwa al-Hindiyyah that:

‘[If] a woman made a man her agent to contract her marriage to another man in the presence of two women and the woman [the one who gave the power of attorney] is present [herself], then al-Imām Najm al-Dīn has said the Nikāh is permissible, this is how it is [mentioned] in al-Dhakhīrah [al-Fatawah al-Hindiyyah Volume 1 pg 428]

Similarly it is related in Bahār-e-Sharī’at that if a woman made someone her agent in conducting her marriage and he conducted the marriage in the presence of one witness then if the woman (who made him her agent) herself is present then the nikāh has taken place otherwise it has not. The summary of the matter is that if the muwakkil (one appointing an agent) is present at the time of the contract then even though the wakīl (agent) is contracting the muwakkil will be considered as the contracting person and the wakīl will be considered a witness.

From these evidences it will have become very clear that in the scenario mentioned (by the questioner) if the bridegroom is kuf’ of the bride and two witnesses are present, and it is also necessary that both witnesses are muslim, we have mentioned this condition additionally by way of precaution because nothing is farfetched in a non-Muslim land, then the Nikāh is valid.

The nikāh will be valid but such a great Sunnah like nikāh if it is performed with the agreement of the parents then it would be much better and a cause of blessing. Otherwise the absence of blessings quickly manifests in the guise of talāq (divorce).

If the case is not like this and the boy is not kuf’ for the girl and the father after learning of this nikāh has not manifested his approval then this marriage is invalid absolutely and separation of the man and woman is immediately necessary.

Just as my master A’la Hazrat Imām Ahmad Ridā Khān (may Allāh shower him with mercy) mentions that if he (the bridegroom) in any of the aforementioned matters is such that it is a cause of him not being kuf’ according to the sharī’ah and the father (of the bride) having become aware of this has not made his approval manifest then without doubt the nikāh is invalid absolutely such that even with the father’s approval now it would not be validated. According to this circumstance it is obligatory that the man and woman separate immediately and leave this nikāh, then if they so wish after attaining clear permission of the father they may perform a new nikāh. [al-Fatāwah al-Ridwiyyah Volume 10 pg 555].

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ محمد قاسم ضیاء القادری